بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سورۃ الرعد

(۱)

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

الٓمّٓرٰ تِلۡكَ اٰيٰتُ الۡكِتٰبِ وَالَّذِىۡۤ اُنۡزِلَ اِلَيۡكَ مِنۡ رَّبِّكَ الۡحَـقُّ وَلٰـكِنَّ اَكۡثَرَ النَّاسِ لَا يُؤۡمِنُوۡنَ ﴿۱﴾

www.javedahmadghamidi.com www.al-mawrid.org

اللہ کے نام سے جو سراسر رحمت ہے، جس کی شفقت ابدی ہے۔

یہ سورۂ 'الٓمّٓرٰ' ہے[۱۲۷]۔ یہ کتاب الٰہی کی آیتیں ہیں[۱۲۸] اور تمھارے پروردگار کی طرف سے جو کچھ تم پر نازل کیا گیا ہے، وہ (سراسر) حق ہے[۱۲۹]، مگر (تمھاری قوم کے) اکثر لوگ مان نہیں رہے ہیں۔۱

۱۲۷؎ اِس نام کے معنی کیا ہیں؟ اِس کے متعلق ہم اپنا نقطۂ نظر سورۂ بقرہ (۲) کی آیت ۱ کے تحت بیان کر چکے ہیں۔

۱۲۸؎ اصل الفاظ ہیں: 'تِلۡكَ اٰيٰتُ الۡكِتٰبِ'۔ اِن میں 'تِلۡكَ' کا اشارہ 'الٓمّٓرٰ' کی طرف ہے اور 'الۡكِتٰب' کے معنی کتاب الٰہی کے ہیں۔ قرآن میں یہ لفظ جگہ جگہ اِس معنی کے لیے استعمال ہوا ہے اور اُسی طریقے پر استعمال ہوا ہے، جس پر کوئی لفظ اپنے مختلف مفاہیم میں سے کسی اعلیٰ اور برتر مفہوم کے لیے خاص ہو جایا کرتا ہے۔ یہ فقرہ کس لیے ارشاد ہوا ہے؟ استاذ امام لکھتے ہیں:

''...اِس فقرے میں بہ یک وقت اظہار احسان بھی ہے اور دھمکی بھی۔ احسان یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے وہ عظیم نعمت،

اَللّٰهُ الَّذِیْ رَفَعَ السَّمٰوٰتِ بِغَیْرِ عَمَدٍ تَرَوْنَهَا ثُمَّ اسْتَوٰی عَلَی الْعَرْشِ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ كُلٌّ یَّجْرِیْ لِاَجَلٍ مُّسَمًّی یُدَبِّرُ الْاَمْرَ یُفَصِّلُ الْاٰیٰتِ لَعَلَّكُمْ بِلِقَآءِ رَبِّكُمْ تُوْقِنُوْنَ ﴿۲﴾

اللہ ہی ہے جس نے آسمانوں کو ایسے ستونوں کے بغیر اونچا بنا کھڑا کیا ہے جو تم کو نظر آتے ہوں[۱۳۰]، پھر وہ اپنے تخت سلطنت پر متمکن ہوا[۱۳۱] اور اُس نے سورج اور چاند کو ایک قانون کا پابند بنایا۔ اِن میں سے ہر ایک ایک مقرر وقت کے لیے گردش کر رہا ہے[۱۳۲]۔ وہی نظم عالم کی تدبیر فرماتا ہے۔ وہ (اپنی) اِن نشانیوں کی وضاحت کرتا ہے، اِس لیے کہ تم اپنے پروردگار کی ملاقات کا یقین کرو[۱۳۳]۔ ۲

جس کا اُس نے اپنے نبیوں اور رسولوں کے ذریعے سے وعدہ فرمایا تھا، اتار دی ہے۔ اب یہ لوگوں کا فرض ہے کہ اِس کی صدق دل سے قدر کریں اور اِس کی برکتوں سے متمتع ہوں۔ دوسری کا پہلو یہ ہے کہ یہ کتاب الٰہی کی آیات ہیں تو جو لوگ اِن کی قدر کرنے کے بجاے اِن کا مذاق اڑائیں گے اور اِن کی مخالفت میں اپنا زور صرف کریں گے، وہ خود سوچ لیں کہ وہ اپنے لیے کس شامت کو دعوت دے رہے ہیں۔'' (تدبر قرآن ۴/ ۲۷۰)

۱۲۹؎ یعنی قطعی حقیقت ہے، اُس میں کسی ریب و گمان کی گنجایش نہیں ہے۔ چنانچہ ہر چیز جس طرح بیان ہوئی ہے، اُسی طرح واقع ہو کر رہے گی۔

۱۳۰؎ یعنی محسوس اور مرئی ہوں۔ دور حاضر کے انسانی علم نے اِسی چیز کو کشش ثقل کا نام دیا ہے۔ یہاں اِس سے مقصود اللہ تعالیٰ کی عظیم قدرت کی طرف توجہ دلانا ہے۔

۱۳۱؎ مطلب یہ ہے کہ اِن بے کراں آسمانوں کو پیدا کر کے وہ کسی گوشے میں نہیں جا بیٹھا ہے، جیسا کہ مشرکین گمان کرتے ہیں، بلکہ اپنے تخت سلطنت پر متمکن ہے اور زمین و آسمان کی تدبیر امور فرما رہا ہے۔ آگے 'یُدَبِّرُ الْاَمْرَ' کے الفاظ میں اِس کو کھول دیا ہے۔

۱۳۲؎ یہ دو بڑی نشانیوں کی مثال سے اِس حقیقت کو واضح کیا ہے کہ ہر چیز ہر وقت خدا کے قبضۂ قدرت میں ہے اور اُس وقت تک کے لیے گردش کر رہی ہے جو اُس کے لیے مقرر کر دیا گیا ہے۔ اِس عالم میں کوئی چیز بھی ابدی و سرمدی نہیں ہے، بلکہ کشاں کشاں ایک معین اجل کی طرف بڑھ رہی ہے۔

۱۳۳؎ یعنی اپنی کتاب میں اِن کی تفصیل کرتا ہے تاکہ جن حقائق پر یہ دلالت کر رہی ہیں، تم اُن کو سمجھو اور

www.javedahmadghamidi.com www.al-mawrid.org

وَهُوَ الَّذِیْ مَدَّ الْاَرْضَ وَجَعَلَ فِیْهَا رَوَاسِیَ وَ اَنْهٰرًا وَمِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ جَعَلَ فِیْهَا زَوْجَیْنِ اثْنَیْنِ یُغْشِی الَّیْلَ النَّهَارَ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّتَفَكَّرُوْنَ﴿۳﴾ وَفِی الْاَرْضِ قِطَعٌ مُّتَجٰوِرٰتٌ وَّجَنّٰتٌ مِّنْ اَعْنَابٍ وَّزَرْعٌ وَّ نَخِیْلٌ صِنْوَانٌ وَّ غَیْرُ صِنْوَانٍ یُّسْقٰی بِمَآءٍ وَّاحِدٍ وَنُفَضِّلُ بَعْضَهَا عَلٰی بَعْضٍ فِی الْاُكُلِ اِنَّ فِیْ

اور وہی ہے جس نے زمین کو بچھایا اور اُس میں پہاڑوں کے کھونٹے گاڑے اور ندیاں بہا دیں اور اُس میں ہر طرح کے پھلوں کے جوڑے پیدا کیے۔[۱۳۴] وہ رات کو (چادر کی طرح) دن پر اڑھا دیتا ہے۔ یقیناً اِن سب چیزوں میں اُن لوگوں کے لیے نشانیاں ہیں جو غور کریں۔[۱۳۵] ۳

اور زمین میں پاس پاس کے قطعے ہیں، انگوروں کے باغ ہیں، کھیتی ہے، کھجور کے درخت ہیں، جن میں جڑواں بھی ہیں اور اکہرے بھی۔[۱۳۶] سب ایک ہی پانی سے سیراب کیے جاتے ہیں، لیکن اُن کے

اِس کے نتیجے میں کائنات کی اِس عظیم حقیقت کا یقین حاصل کرو کہ جس نے اپنی بے پایاں قدرت اور کمال حکمت کے ساتھ یہ دنیا بنائی ہے، وہ اِسے اتمام و تکمیل تک پہنچائے بغیر یوں ہی ختم نہیں ہونے دے گا، بلکہ لازماً اُس منزل تک لے جائے گا جو اِس کے لیے مقرر ہے۔

۱۳۴؎ یعنی جس طرح حیوانات کے جوڑے ہیں، اُسی طرح درختوں کے بھی نر و مادہ ہیں جن سے طرح طرح کے پھل پیدا ہوتے ہیں۔

۱۳۵؎ اوپر آسمان کی نشانیوں کی طرف توجہ دلائی تھی، اُس کے بعد اب یہ زمین کی نشانیوں کی طرف متوجہ کیا ہے کہ اِنھیں بھی دیکھو، دریا، پہاڑ، زمین سے پیدا ہونے والے قسم قسم کے پھل اور لیل و نہار کی گردش، یہ سب کس قدر مختلف چیزیں ہیں، مگر کس بے پایاں حکمت، بے مثال نظم و ترتیب اور کتنی اتھاہ معنویت کے ساتھ ایک دوسرے کے ساتھ متعلق ہیں۔ یہ اِس بات کا صریح ثبوت ہے کہ نہ یہ زمین و آسمان آپ سے آپ وجود میں آئے ہیں اور نہ اِن پر الگ الگ دیوتاؤں کی حکمرانی ہے، بلکہ ایک ہی قادر و حکیم ہے جس نے اِن کی ہر چیز میں یہ حیرت انگیز توافق، ہم آہنگی اور سازگاری پیدا کر دی ہے۔ اِس کو دیکھنے اور اِس پر غور کرنے کے بعد بھی اگر کوئی شخص یہ کہتا ہے کہ موت کے بعد کوئی زندگی نہیں ہے اور ایک دن یہ سب خاک میں گم ہو جائے گا تو یہ عقل و دانش کی نہیں، بلکہ حماقت و بلادت کی دلیل ہے۔

ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ﴿۴﴾

وَاِنْ تَعْجَبْ فَعَجَبٌ قَوْلُهُمْ ءَاِذَا كُنَّا تُرٰبًا ءَاِنَّا لَفِيْ خَلْقٍ جَدِيْدٍ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ وَاُولٰٓئِكَ الْاَغْلٰلُ فِيْٓ اَعْنَاقِهِمْ وَاُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۵﴾

پھلوں میں ہم ایک کو دوسرے پر برتری دے دیتے ہیں۔ یقیناً اِن سب چیزوں میں اُن لوگوں کے لیے نشانیاں ہیں[۱۳۷] جو عقل سے کام لیں۔۴

اب اگر تعجب کرو تو تعجب کے قابل تو اِن کی یہ بات ہے کہ جب ہم مٹی ہو جائیں گے تو کیا ہم نئے سرے سے پیدا کیے جائیں گے؟[۱۳۸] یہی لوگ ہیں جنھوں نے اپنے پروردگار کا انکار کر دیا ہے[۱۳۹]۔ یہی ہیں جن کی گردنوں میں طوق پڑے ہوئے ہیں[۱۴۰]۔ یہی دوزخ کے لوگ ہیں، یہ اُس میں ہمیشہ رہیں گے۔۵

۱۳۶؎ درختوں کی نشو ونما میں جو فرق پیدا ہو جاتا ہے، یہ اُس کا ذکر ہے۔ چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ کہیں ایک ہی جڑ سے کئی کئی تنے پھوٹ نکلتے ہیں اور کہیں ایک ہی تنا نکلتا ہے۔

۱۳۷؎ یعنی اِس بات کی نشانیاں کہ کائنات کا خالق زمین کی پیداوار میں کس قدر تنوع، رنگا رنگی، جدت اور بوقلمونی کے ساتھ اپنی ہمہ گیر قدرت اور اپنے بے خطا علم وحکمت کو نمایاں کرتا ہے۔

۱۳۸؎ مطلب یہ ہے کہ اگر کسی بات پر تعجب کرنا ہے تو زمین وآسمان کی اُن نشانیوں کو دیکھ کر، جن کا ذکر اوپر ہوا ہے، اُن لوگوں کی بات پر تعجب کرنا چاہیے جو مرنے کے بعد جی اٹھنے پر تعجب کا اظہار کرتے ہیں۔ یہ نشانیاں تو پکار پکار کر شہادت دے رہی ہیں کہ جس خدا نے اپنی مخلوقات میں کمال حکمت کے یہ نمونے دکھائے ہیں، اُس کا کوئی کام بھی عبث نہیں ہو سکتا۔ لہٰذا ممکن نہیں ہے کہ وہ انسان جیسی مخلوق کو پیدا کر کے اُسے یوں ہی خاک میں گم کر دے گا اور اُس کے لیے کوئی ایسی دنیا نہیں بنائے گا، جہاں اُس کا باطن ہر لحاظ سے اُس کے ظاہر کے ساتھ ہم آہنگ ہو جائے۔

۱۳۹؎ یہ اِس لیے فرمایا ہے کہ آخرت کا انکار درحقیقت خدا کا انکار ہے، کیونکہ آخرت کے انکار کے بعد خدا کے اقرار کے بھی کوئی معنی نہیں ہیں۔ یہ، اگر غور کیجیے تو خدا کی تمام اعلیٰ صفات ـــــ قدرت، ربوبیت، علم اور حکمت ـــــ کا انکار ہے۔ جو شخص اِن صفات کے بغیر خدا کو مانتا ہے، اُس کا ماننا اور نہ ماننا، دونوں برابر ہیں۔

۱۴۰؎ یعنی جہالت، ہٹ دھرمی، انانیت، تعصب اور اندھی تقلید کے طوق جو استاذ امام کے الفاظ میں اِن کی گردنیں

وَيَسْتَعْجِلُوْنَكَ بِالسَّيِّئَةِ قَبْلَ الْحَسَنَةِ وَقَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِمُ الْمَثُلٰتُ وَاِنَّ رَبَّكَ لَذُوْ مَغْفِرَةٍ لِّلنَّاسِ عَلٰى ظُلْمِهِمْ وَاِنَّ رَبَّكَ لَشَدِيْدُ الْعِقَابِ ﴿۶﴾ وَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْهِ اٰيَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ اِنَّمَآ اَنْتَ مُنْذِرٌ وَّلِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ ﴿۷﴾ اَللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تَحْمِلُ كُلُّ اُنْثٰى وَمَا تَغِيْضُ الْاَرْحَامُ وَمَا تَزْدَادُ وَكُلُّ شَيْءٍ عِنْدَهٗ بِمِقْدَارٍ ﴿۸﴾ عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ الْكَبِيْرُ الْمُتَعَالِ ﴿۹﴾

یہ بھلائی سے پہلے تم سے برائی کے لیے جلدی مچا رہے ہیں[۱۴۱]، دراں حالیکہ (اِس رویے پر) عبرت ناک عذاب کی مثالیں اِن سے پہلے گزر چکی ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ تیرا پروردگار لوگوں کی زیادتیوں کے باوجود اُن سے درگذر فرمانے والا ہے۔ اور (اِس کے ساتھ) یہ بھی حقیقت ہے کہ تیرا پروردگار سخت سزا دینے والا ہے۔ ۶

یہ منکرین کہتے ہیں کہ اِس شخص پر اِس کے پروردگار کی طرف سے (عذاب کی) کوئی نشانی کیوں نہیں اتاری گئی؟ (اِنھیں بتاؤ کہ یہ تمھارا کام نہیں ہے، اِس لیے کہ) تم تو صرف خبردار کرنے والے ہو اور ہر قوم کے لیے (اِسی طرح) ایک راہ بتانے والا (آتا رہا) ہے۔ (اِن پر عذاب کے لیے کوئی نشانی کب ظاہر ہوگی؟ اِسے اللہ جانتا ہے، جس طرح) اللہ ہر مادہ کے حمل کو جانتا ہے اور جو کچھ رحموں میں گھٹتا اور بڑھتا ہے، اُس کو بھی جانتا ہے۔ ہر چیز اُس کے ہاں ایک اندازے کے مطابق ہے[۱۴۲]۔ وہ

نہ اوپر اٹھنے دیتے ہیں کہ آسمان کی نشانیوں پر غور کریں اور نہ زمین کی طرف جھکنے دیتے ہیں کہ اُس کی نشانیوں پر تدبر کی نگاہ ڈالیں۔ چنانچہ جو زاویۂ نظر اپنے لیے مقرر کیے ہوئے ہیں، اُسی پر جم کر رہ گئے ہیں۔ اُس سے ہٹ کر کسی اور طرف نظر دوڑانے کے لیے تیار نہیں ہیں۔

۱۴۱؎ مطلب یہ ہے کہ اِنھیں تو تم سے خدا کی رحمت و عنایت اور اپنے لیے خیر و صلاح کی طلب کرنی چاہیے تھی، مگر یہ اُس سے پہلے عذاب کے لیے جلدی مچا رہے ہیں۔

۱۴۲؎ مطلب یہ ہے کہ جس طرح ہر حاملہ کے وضع حمل کا ٹھیک ٹھیک وقت صرف اللہ کے علم میں ہوتا ہے اور وہی

www.javedahmadghamidi.com www.al-mawrid.org

سَوَآءٌ مِّنۡكُمۡ مَّنۡ اَسَرَّ الۡقَوۡلَ وَمَنۡ جَهَرَ بِهٖ وَمَنۡ هُوَ مُسۡتَخۡفٍۢ بِالَّيۡلِ وَسَارِبٌۢ بِالنَّهَارِ ﴿۱۰﴾ لَهٗ مُعَقِّبٰتٌ مِّنۡۢ بَيۡنِ يَدَيۡهِ وَمِنۡ خَلۡفِهٖ يَحۡفَظُوۡنَهٗ مِنۡ اَمۡرِ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوۡمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوۡا مَا بِاَنۡفُسِهِمۡ وَاِذَآ اَرَادَ اللّٰهُ بِقَوۡمٍ سُوۡٓءًا فَلَا مَرَدَّ لَهٗ وَمَا لَهُمۡ مِّنۡ دُوۡنِهٖ مِنۡ وَّالٍ ﴿۱۱﴾

هُوَ الَّذِىۡ يُرِيۡكُمُ الۡبَرۡقَ خَوۡفًا وَّطَمَعًا وَّيُنۡشِئُ السَّحَابَ الثِّقَالَ ﴿۱۲﴾ وَيُسَبِّحُ

غائب وحاضر کا جاننے والا ہے، سب سے بڑا ہے، سب سے برتر ہے۔ اُس کے علم میں یکساں ہیں جو تم میں سے چپکے سے بات کریں اور جو پکار کر کریں اور جو رات (کی تاریکی) میں چھپے ہوئے ہوں اور جو دن میں چل رہے ہوں۔ اُن کے آگے اور پیچھے سے اُن پر امر الٰہی کے موکل لگے رہتے ہیں جو اُن کی نگرانی کرتے ہیں۔ (یہ جلدی نہ مچائیں)، اللہ کسی قوم کے ساتھ اپنا معاملہ اُس وقت تک نہیں بدلتا، جب تک وہ خود اپنے رویے میں تبدیلی نہ کر لے اور جب اللہ کسی قوم کی شامت لانے کا ارادہ کر لیتا ہے تو وہ کسی کے ٹالے نہیں ٹل سکتی اور نہ اللہ کے مقابل میں اُن کا کوئی مددگار ہو سکتا ہے[۱۴۳]۔ ۷-۱۱

وہی ہے جو تمھیں بجلی دکھاتا ہے جس سے خوف بھی پیدا ہوتا ہے اور امید بھی اور وہی (پانی سے)

جانتا ہے کہ اُس میں در پردہ کیا کمی بیشی ہو رہی ہے، اُسی طرح عذاب کا وقت بھی اُسی کے علم میں ہے اور وہی جانتا ہے کہ تمھارے حالات کے لحاظ سے اُس میں کیا کمی بیشی کرنی ہے۔ میں تو جو کچھ بتا سکتا ہوں، وہ یہ ہے کہ اپنے عقیدہ و عمل کے فساد کا حمل تم لوگ بھی قبول کر چکے ہو اور اپنی مدت کو پہنچ کر وہ بھی لازماً ظہور میں آ جائے گا۔ میں اُسی سے تمھیں خبردار کر رہا ہوں، جس طرح پہلی قوموں کے رسول کرتے رہے ہیں۔

۱۴۳؎ یہ اُس سنت الٰہی کا حوالہ ہے جس کے تحت اللہ تعالیٰ جس طرح افراد کو صبر یا شکر کے امتحان کے لیے منتخب کرتا ہے، اُسی طرح قوموں کو بھی منتخب کرتا ہے۔ اِس انتخاب کے نتیجے میں جب کوئی قوم ایک مرتبہ سرفرازی حاصل کر لیتی ہے تو اللہ اُس کے ساتھ اپنا معاملہ اُس وقت تک نہیں بدلتا، جب تک وہ علم و اخلاق کے لحاظ سے اپنے آپ کو پستی میں نہیں گرا دیتی۔ یہ خدا کی غیر متبدل سنت ہے اور اپنی اِس سنت کے مطابق جب کسی قوم کے لیے بار بار کی تنبیہات کے بعد وہ ذلت و نکبت کا فیصلہ کر لیتا ہے تو اُس کا یہ فیصلہ کسی کے ٹالے نہیں ٹلتا اور دنیا کی کوئی قوت بھی خدا

الرَّعۡدُ بِحَمۡدِہٖ وَالۡمَلٰٓئِکَۃُ مِنۡ خِیۡفَتِہٖ وَیُرۡسِلُ الصَّوَاعِقَ فَیُصِیۡبُ بِھَا مَنۡ یَّشَآءُ وَھُمۡ یُجَادِلُوۡنَ فِی اللّٰہِ وَھُوَ شَدِیۡدُ الۡمِحَالِ ﴿۱۳﴾

لدی ہوئی بدلیاں اٹھاتا ہے۔ اُن کی گرج اللہ کے ڈر سے اُس کی حمد کے ساتھ اُس کی پاکی بیان کرتی ہے اور فرشتے بھی (اِسی طرح) اُس کے ڈر سے اُس کی تسبیح کرتے ہیں، اُس کی حمد کے ساتھ[۱۴۴]۔ وہ کڑکتی ہوئی بجلیاں بھیجتا ہے، پھر جس پر چاہتا ہے، اُنھیں (بسا اوقات عین اُس حالت میں) گرا دیتا ہے، جبکہ وہ خدا کے بارے میں جھگڑ رہے ہوتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ وہ بڑی زبردست قوت والا ہے[۱۴۵]۔ ۱۲-۱۳

کے مقابلے میں اُس قوم کی کوئی مدد نہیں کر سکتی۔ انسان کی پوری تاریخ قوموں کے عزل و نصب میں اِس سنت کے ظہور کی گواہی دیتی ہے۔

۱۴۴؎ آیت میں ایک دوسرے کے مقابل الفاظ وضاحت قرینہ کی بنا پر حذف کر دیے گئے ہیں۔ ہم نے ترجمے میں اُنھیں کھول دیا ہے۔

۱۴۵؎ جو لوگ عذاب کا مطالبہ کر رہے تھے، یہ اُنھیں آفاق کی بعض نشانیوں کی طرف توجہ دلائی ہے کہ امید و بیم کا پیغام لے کر بجلیاں تو ہر روز تمھارے سروں پر چمکتی ہیں۔ اِن کے بعد اب کس نشانی کے منتظر ہو؟ تم عذاب کا مطالبہ کر رہے ہو اور اُدھر جو چیزیں عذاب بن کر نازل ہو سکتی ہیں اور جو عذاب کا فیصلہ لے کر آتے ہیں، سب خدا کے خوف سے لرزتے اور ہر وقت اُس کی حمد اور تسبیح میں مصروف رہتے ہیں کہ معلوم نہیں، کس وقت کیا حکم صادر ہو جائے۔

[باقی]

www.javedahmadghamidi.com
www.al-mawrid.org